آپ نے پوچھا — حاجی محمد فیاض خان سواتی / حافظ محمد عمار خان ناصر

قرآن کریم بھلا دینے کا گناہ

سوال: حدیث میں آتا ہے کہ قرآن کریم بھلا دینے سے بڑا کوئی گناہ مسلمان کے لیے نہیں ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ بھلا دینے سے کیا مراد ہے اور اگر کسی مجبوری یا حافظہ کی کمزوری کے سبب قرآن کریم بھول گیا، تو کیا پھر بھی گناہ ہوگا؟ (عبد الخالق رحمانی۔ لاہور)

جواب: حدیث ترمذی ونسائی کے الفاظ یوں ہیں۔ فلم أر ذنبا أعظم من سورۃ من القرآن أو آیۃ أوتیھا رجل ثم نسیھا۔ "میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہ دیکھا کہ ایک آدمی کو قرآن کریم کی ایک سورت یا آیت عطا کی گئی پھر وہ اسے بھول گیا"۔ علماء کی اس میں دو رائیں ہیں۔ ایک یہ کہ "نسیان" سے مراد معنی حقیقی ہے یعنی یاد کرنے کے بعد بھلا دینا۔ دوسری یہ کہ "نسیان" سے معنی مجازی مراد ہے یعنی عمل نہ کرنا جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہے۔ "وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ"۔

مصنف ابن ابی شیبہ کے الفاظ بھی اسی معنی کی تائید کرتے ہیں (فلم أر فیھا شیئاً أعظم من حامل القرآن وتارکہ) پھر جن حضرات کے نزدیک "نسیان" معنی حقیقی پر محمول ہے ان کے نزدیک گناہ کبیرہ اس وقت ہوگا جبکہ تہاون اور سستی ولاپرواہی کی وجہ سے قرآن کریم بھلا دیا اور اگر کسی مجبوری اور کمزوریٔ حافظہ کی بنا پر ایسا ہو گیا اور اس میں اس کی لاپرواہی کا کوئی دخل نہیں تو ان کے ہاں عذر شمار ہوگا کیونکہ بھولنا تو فطرت انسانی ہے اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر کوئی آیت سن کر فرمایا۔ یرحمہ اللہ لقد اذکرنی کذا وکذا آیۃ کنت أنسیتھا من سورۃ کذا وکذا (بخاری فضائل القرآن) کہ خدا اس پڑھنے والے پر رحمت کرے اس نے فلاں سورت سے فلاں آیت مجھ کو یاد دلا دی جو مجھے بھلا دی گئی تھی۔ چنانچہ جلال البلقینیؒ اور امام زرکشیؒ سے منقول ہے کہ محل کون نسیانہ کبیرۃ عند من قال بہ اذا کان عن تکاسل وتہاون (الزواجر لابن حجر المکی ص ۱۲۱، ج ۱) کہ گناہ کبیرہ اس وقت ہوگا جب سستی اور بے پرواہی سے قرآن کریم بھلا دیا ہو۔ اور کسی عذر کی بناء پر جو شرعاً معتبر ہو ایسا ہو گیا تو بھلانے کا گناہ نہیں۔ (وعدم التأثیم بالنسیان حینئذ واضح۔ الزواجر ایضاً) (ع۔ ن)

سوال: کافر لوگ جو اپنے مذہب کے اعتبار سے نکاح کرتے ہیں شریعتِ محمدیہ کے اندر اس کا کیا اعتبار ہے۔ اگر دونوں کافر میاں بیوی اکٹھے مسلمان ہو جائیں یا ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو ان کا سابقہ نکاح برقرار رہے گا یا نئے نکاح کی ضرورت ہوگی؟ (عبد الرحمن، لاڑکانہ)

جواب: کافر لوگ جو اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طریقے سے نکاح کرتے ہوں شریعت محمدیہ اس کو بھی معتبر رکھتی ہے۔ اگر وہ دونوں کافر میاں بیوی اکٹھے مسلمان ہو جائیں تو اب نکاح دُہرانے کی کوئی ضرورت نہیں وہی نکاح اب بھی باقی ہے (مجمع الانہر) اگر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا دوسرا نہیں ہُوا تو نکاح ٹوٹ گیا۔ اب ان کا میاں بیوی کی طرح رہنا درست نہیں ہے۔ اگر عورت مسلمان ہوگی اور مرد مسلمان نہیں ہُوا تو جب تک پورے تین حیض نہ آجائیں یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی اور اگر بڑھاپے کی وجہ سے یا چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے گزارنا ضروری ہیں اور اگر حاملہ ہو تو بچہ پیدا ہونے کے بعد دوسری جگہ نکاح ہو سکے گا۔

(درمختار عالمگیری شامی) (ف۔س)

سوال: ایک وسیع تر مذہب ہونے کے باوجود اسلام نے اہل کتاب سے نکاح کے مسئلہ میں یک طرفہ راستہ کیوں اختیار کیا ہے۔ اگر مؤمن آدمی کتابیہ سے نکاح کرسکتا ہے تو کتابی آدمی مؤمنہ سے کیوں نکاح نہیں کرسکتا ہے؟ (انعام الرحمٰن کوہاٹ)

جواب: اہلِ اسلام اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں حتیٰ کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر بھی اسی طرح ایمان رکھتے ہیں جس طرح وہ نبی آخر الزمانؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور سابقہ انبیاء کی تعظیم و تکریم اسی طرح کرتے ہیں جس طرح اپنے نبی کی۔ چنانچہ جب یہودیہ یا نصرانیہ عورت مسلمان کے گھر میں آئے گی تو وہ وہاں اپنے نبی کی تعظیم و تکریم ہی پائے گی اور اسے کسی قسم کی کوفت نہیں ہوگی، برخلاف اس کے کہ جب مسلمان عورت یہودی یا عیسائی کے گھر میں جائے گی تو وہ ہر وقت ذہنی کوفت میں مبتلا رہے گی کیونکہ اس کے سامنے حضورؐ کی تعظیم کے بجائے توہین کی جائے گی۔ چنانچہ مسلمان عورت کے لیے کتابی مرد کے نکاح میں جانا جائز قرار نہیں دیا گیا۔ (ف۔س)

خدا تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو نعمت عطا فرماتا ہے تحقیق دوست (پسند) رکھتا ہے یہ کہ ظاہر ہو نشان اس کی نعمت کا اس کے بندے پر (مسند امام احمد)